دوسرے بہار سے تعلق رکھنے والے سیرت نگار مولانا عبدالرؤف دانا پوری حسن جن کی سیرت پر کتاب "اصح السیر" کی اب مجھے تلاش ہے اور تیسرے ایرانی عالم دین اور مفسر قرآن علامہ محمد حسین طباطبائی جن کے بارے میں میں نہایت مفصل معلومات رسالے میں شامل مقالے کے مطالعے سے ہوئی۔ رسالے میں پہلا مقالہ امام اعظم ابو حنیفہؒ اور دوسرا مقالہ امام غزالی کے استاد الجوینی اور الشافعیؒ پر ہے۔ جبکہ راقم الحروف نے سرسید احمد خان اور ڈاکٹر شکیل اوج نے خواجہ غلام فرید کو موضوع بنایا ہے۔ دو عمدہ مقالے علامہ اقبالؒ اور مولانا عبید اللہ سندھیؒ پر ہیں۔ "التفسیر" کے اس شمارے کو دینی و علمی شخصیات کا ایک حسین گلدستہ کہا جا سکتا ہے جس کو رنگ برنگے خوشنما پھولوں سے سجایا گیا ہے۔ یہ شمارہ اس بات کا پیغام ہے کہ اگر ہماری قومی زندگی میں بھی ایسی وسیع المشربی، کشادہ دلی اور عالی ظرفی عام ہو جائے تو ہماری زندگیاں کتنی آسان ہو جائیں۔ جدید پڑھے لکھے لوگ جو مذہبی شخصیات کو فرقہ بندیوں اور گروہ بندیوں میں گرفتار دیکھتے ہیں تو خود مذہب سے بدظن ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ مذہب بہ قول اقبال ایک دوسرے سے بیر رکھنا نہیں سکھاتا۔ مذہب تو حسن سلوک اور حسن خلق کا نام ہے۔ جب بھی ملک میں نفاذ شریعت کی بات کی جاتی ہے تو انگریزی اخبارات کے کالم نگار طنزاً یہ سوال اٹھاتے ہیں کون سی شریعت، دیوبندیوں کی یا بریلویوں کی، جماعت اسلامی کی یا فقہ جعفری کی۔

ڈاکٹر شکیل اوج کے رسالے "التفسیر" کے تمام ہی مقالات سے یہ رہنمائی ملتی ہے کہ دین کی خدمت انجام دینے والی یہ تمام شخصیات قابل احترام ہیں۔ انہوں نے اللہ اور ان کی آخری الہامی کتاب کے پیغام کو عام کرنے کے لیے حتی المقدور کوششیں کیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو مقبول کرے (آمین) اور ہمیں یہ توفیق دے کہ ہم بھی ان ہی شخصیات کی طرح اپنے اندر دین کی محبت ہی نہ رکھیں اس کا فہم بھی پیدا کریں۔ اسلئے کہ محض محبت سے تنگ نظری جنم لیتی ہے اور دین کی تفہیم سے کشادگی۔ "التفسیر" حاصل کرنے کے لیے پی او بکس 8413 جامعہ کراچی 75270 پر رابطہ کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر طاہر مسعود

مطالعہ کی شوقین نسل کہاں کھوگئی؟

ڈاکٹر نوید اقبال انصاری

روزنامہ ایکسپریس، کراچی ۱۹ اکتوبر ۲۰۱۲ء

انسان کے کردار اور اس کی مجموعی شخصیت کی تعمیر میں ماحول کا بڑا اثر ہوتا ہے لیکن ایک اور اہم شے جو کسی بھی انسان کی شخصیت سازی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے اور کبھی کبھی انسان کو اس کی شخصیت مکمل ہونے کے بعد بھی کسی نئے ماحول میں کھینچ لاتی ہے اور اس کی زندگی کا دھارا ہی بدل دیتی ہے، اس کا نام کتاب ہے۔ موجودہ دور میں کہا جاتا ہے کہ میڈیا لوگوں پر، خاص کر نئی نسل پر منفی اثر ڈال رہا ہے اور انہیں بے راہ روی کی طرف لے جانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے تاہم مشاہدے کی بات یہ ہے کہ آج بھی جن نوجوانوں کا رشتہ کتاب یا مطالعے سے ہے وہ بالکل ہی الگ شخصیت کے حامل دکھائی دیتے ہیں۔ آج اگر اپنے دائیں بائیں پختہ عمر کی معروف و کامیاب شخصیات کے بارے میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان میں سے اکثریت زمانہ طالب علمی ہی سے مطالعہ کی

شوقین رہی ہے۔

موجودہ دور میں بھی جو والدین اپنے بچوں کو مطالعہ کی عادت ڈال رہے ہیں ان کے بچے نیٹ اور ٹی وی چینلز کو زیادہ دیکھنے کے شوق میں مبتلا نہیں ہیں۔ ہمارے ایک دوست نے اپنے بچوں کو پہلے لطائف اور دلچسپ کہانیاں پڑھنے کی عادت ڈالی اور پھر رفتہ رفتہ بامقصد کتابوں کے مطالعے کی طرف لے آئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بچوں کو مطالعہ کی عادت بلکہ نشہ سا ہو گیا اور اس نشے کے بعد ان کے بچے نیٹ و ٹی وی چینلز اور دوستوں میں باہر جا کر بلاوجہ وقت گزارنے کی علت سے بچ گئے۔ مطالعہ کی عادت درحقیقت نوجوانوں کو بے راہ روی سے روکنے کا کامیاب ترین نسخہ ہے۔

بعض افراد کے نزدیک ایک اہم مسئلہ مطالعہ کے لیے مواد کے انتخاب کا ہے اس سلسلے میں عموماً دو بڑی اقسام کے مطالعہ رکھنے والے افراد ہمیں نظر آتے ہیں ایک وہ جنہوں نے ادبی قسم کی کتب مثلاً ناول، شعر و شاعری کا مطالعہ کیا جس کا مرکز مذہب کے بجائے انسانیت دوستی کے گرد نظر آتا اور دوسری اقسام ان لوگوں کی جن کا مرکز مذہب کے دائرے میں ہی رہتا ہے۔ اقبال اور نسیم حجازی کو پڑھنے والے ہوں یا رضیہ بٹ، منٹو کو پڑھنے والے ہوں نظریاتی اعتبار سے سوچ کے الگ الگ دائرے تو ضرور رکھتے ہیں لیکن ان تمام میں مطالعے کے باعث وہ خصلتیں جڑ پکڑ چکی ہیں جن سے معاشرے کی تعمیر تو ہو سکتی ہے مگر بگاڑ پیدا نہیں ہو سکتا۔ کسی بھی معاشرے کو اگر ہم بگاڑ یا انتشار سے بچانا چاہیں تو اس میں مطالعہ ہی وہ اہم ترین عادت ہے جو کسی معاشرے میں رہنے والوں میں اختلافات تو بھلا پیدا کر سکتا ہے لیکن انتشار نہیں۔ یہ مسابقت کی فضا تو پیدا کرتا ہے لیکن تعارض کی نہیں۔ مطالعے کی عادت رکھنے والے نوجوان کبھی بھی اسٹریٹ کرائم یا بے راہ روی میں مبتلا نہیں ہوتے۔

مطالعے کی اس خوبی کے باعث آج ہمارے معاشرے میں کتاب پڑھنے کے رجحان کو بڑھانے کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ اس ضمن میں جو افراد کوششیں کر رہے ہیں انہیں آگے بڑھانے اور ان کا بھرپور ساتھ دینے کی اشد ضرورت ہے۔ مطالعہ کا کلچر معاشرے کو صاف ستھرا رکھتا ہے اور انسان کو درحقیقت انسانیت سے قریب رکھتا ہے، اپنے معاشرے کو انتشار، لڑائی جھگڑے کے ماحول کے بجائے پرامن ماحول کے قیام کے لیے ہم سب کو کتب بینی کی عادت کو فروغ دینا ہوگا۔

راقم کی نظر سے حال ہی ایک سہ ماہی علمی، فکری و تحقیقی مجلہ "التفسیر" گزرا، اس کے مدیر اعلیٰ جامعہ کراچی اور علمی حلقوں کی معروف شخصیت پروفیسر ڈاکٹر محمد شکیل اوج ہیں۔ یہ شمارہ شخصیات پر ہے جس میں امام اعظم ابو حنیفہؒ، امام الحرمین الجوینی الشافعیؒ، قاضی بدرالدولہ، سر سید احمد خان، خواجہ غلام فرید آف کوٹ مٹھن، علامہ اقبال، مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا عبدالرؤف دانا پوری، ڈاکٹر محمد رفیع الدین، سید ابوالاعلیٰ مودودی، مولانا مفتی محمود، علامہ محمد حسین طباطبائی، مولانا سعید احمد اکبر آبادی، علامہ سید احمد سعید کاظمی، علامہ محمد اسد، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری، مولانا ابوالحسن علی ندوی، مولانا عبدالرشید نعمانی، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مولانا گوہر رحمان، مولانا شاہ احمد نورانی، صوفی عبدالحمید سواتی، ڈاکٹر اسرار احمد اور پروفیسر علی محسن صدیقی جیسے علمی اور معروف شخصیات پر تحقیقی مواد موجود ہے۔ یہ وہ تمام علمی اور قد آور شخصیات ہیں کہ جن کے بارے میں قارئین کو درست معلومات ضرور ہونی چاہیے۔ نظریاتی اختلافات اپنی جگہ ہی مگر سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمیں کم از کم یہ علم تو ہو کہ ہم جس کے بارے میں کوئی رائے قائم کر رہے ہیں وہ